جناب قاسم کی شہادت؛ مقاتل کے آئینہ میں

از رشحات قلم: حضرت ادیب عصر مرحوم

واقعہ قتل امام حسینؑ نے انفس وآفاق پر تمام حیثیتوں سے اثر ڈالا ہے، گزرتے بدلتے عصر وعہد میں اس کی تعمیری اثر انگیزیاں پھوٹی آنکھوں بھی دیکھی جاسکتی ہیں، اس کے واضح اثرات کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ خود ہتھیاروں نے ماتم کیا، ہاتھوں نے گریہ و زاری کی اور خود ان دماغوں نے قاتلوں پر لعنت کی جنہوں نے قتل حسینؑ کا پلان بنایا بغیر اس بات کا خیال کئے کہ اس پلان کا سرا کہاں تک ہونچتا ہے۔ تمدن ومعاشرت پر اس کے گہرے اثرات نے سیاسی حیثیت سے ادب کی فنی صنف پیدا کی جسے آج ''مقتل'' کہا جاتا ہے۔ ابتداء میں یہ صنف صرف واقعہ قتل حسینؑ ہی سے متعلق تھی لیکن بعد میں ہر اہم واقعہ قتل کی تفصیلات کو مقتل کا نام دیا جانے لگا جو اپنے مفاد پر مشتمل نظریے کی وضاحت کے لئے لکھا گیا۔

شہادت امام حسینؑ کے فوراً بعد ہی مقتل کا وجود متعین ہو گیا تھا، اگر چہ اس کی حیثیت ابھی زبانی تھی چونکہ مظلومیت نے ہر خاص وعام پر انتقامی اثر ڈالا تھا اس لئے واقعہ شہادت کو رزم و بزم اور خلوت وجلوت ہر جگہ بیان کیا جاتا تھا جس کی وجہ سے مختلف انتقامی تحریکیں ابھریں، بعد میں دانشوروں نے اس کی بے پناہ مقبولیت کے آگے سپر انداز ہو کر اسے

مرکزی شکل دی۔

شہادت حسینی نے طول تاریخ میں بے شمار انقلابوں، تحریکوں اور شورشوں کو جنم دیا، ان سب میں ''مقتل حسینؑ'' کو اپنے مخصوص انداز نظر کے تحت بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی، کچھ تحریکیں مقصد حسینی سے براہ رست ارتباط رکھتی تھیں اس لئے ان کے مقاتل غدیر، سقیفہ اور عاشورا کے تناظر میں تالیف کئے جاتے تھے۔ کچھ مقصد حسینی سے قطعی مخالف تھیں لیکن وہ اس مظلومیت سے آنکھیں چار کرنے کی جرائت نہ کرسکیں، نتیجہ میں انہوں نے فریب، سفسطہ اور غلط بیانی جیسے آزمودہ ہتھکنڈوں کا سہارا لے کر اپنے نظریئے کی لاج رکھنے کی سعی کی۔ کچھ تحریکیں خالص ذاتی مفاد پر مبنی تھیں اس لئے انہوں نے واقعات کو بے کم و کاست بیان کیا بلکہ تاثر میں زیادہ رنگ وروغن کا اہتمام کیا لیکن اس کے اصلی معیار کے ساتھ خیانت برتی۔(۱)

اس مختصر مضمون میں اس موضوع پر اس سے زیادہ بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ مقتل کے ساتھ بھی وہی سلوک برتا گیا جو حدیث رسول کے ساتھ ہوا، کچھ لوگوں نے حدیث رسول کے بیان پر بندش عائد کی، کچھ لوگوں نے خالصۃ لوجہ اللہ اس میں ملاوٹ کی، کچھ لوگوں نے اپنی دوکان چمکانے کے لئے حدیثیں وضع کیں اور کچھ لوگوں نے مقصد حدیث سے بالکل متضاد طریقہ کار اپنایا اور بالکل اسی مفہوم کو زک پہونچانے کے لئے اسی لہجے میں حدیث بنا کے بازار میں رائج کردی۔ مزید تفصیلات کے لئے حضرت قاسم بن حسن کی شہادت کا واقعہ مقاتل کے بدلتے مزاج و معیار کا براہ راست نشانہ بنا۔

۱۔ مقتل نگاری کے موضوع پر انتہائی گرانقدر مقالہ محسن زنجیر نے تحریر کیا ہے۔(ملاحظہ ہو: عاشور نامہ ج ۴ ص ۱۹۔۱۳۰) اس کتاب میں مقتل نگاری سے متعلق دوسرے مقالے بھی شامل ہیں۔

آیئے ذرااہم اورحساس مقاتل پر کھلے ذہن کے ساتھ ایک نظر ڈالیں۔

بروایت ابی مخنف حضرت امام حسینؑ غم واندوہ کی فراوانی میں جانب راس وچپ نظر فرمارہے تھے،کبھی ریش اقدس ہاتھ میں لے کرصدابلند فرماتے تھے:

اما من معین یعینا اما من ناصر ینصرنا اما من خائف من عذاب اللہ لیذب عنا ''کوئی ہے جو ہماری اعانت کرے،کوئی ہے جو ہماری مدد کرے کوئی ہے عذاب خداوندی سے ڈرنے والا کہ ان دشمنوں کے مظالم کو ہم سے دفع کرے''۔

امام نے جیسے ہی یہ جانسوز استغاثہ بلند کیا،خیمے سے دو چاند سے بچے باہر آئے،ایک کا نام قاسم اور دوسرے کا احمد تھا،یہ دونوں امام حسن مجتبیٰ کے فرزند تھے،اپنے چچا کی آواز پر والہانہ چلاتے ہوئے بڑھے:لبیک لبیک۔پھر ہاتھ جوڑکر عرض کرنے لگے:**سیدنا ھا نحن بدینک امرنا یادک صلی اللہ علیک** ''اے ہمارے سردار!ہم آپ کی صف میں حاضر ہیں،آپ ہمیں حکم دیں ہم اسے بجالائیں گے،آپ پر خدا کی صلوات ہو''۔

امام مظلوم نے بھائی کی دونوں یادگاروں کو حسرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے فرمایا:**یعزب عمکما ان یقول بکما اخرجا فصامنا من حرم جدکما** ''تمہارے چچا پر بڑا شاق ہے کہ تم سے کہے:میدان جنگ میں جاؤ اور جد کے حرم کی حمایت ونصرت کرو''۔

امام کے اس ارشاد کوسن کر حضرت قاسم نے میدان کا قصد کیا،جب ہاتھ جوڑے ہوئے اجازت طلب کرنے آئے تو امام حسینؑ نے بھتیجے کے گلے میں بانہیں حمائل کردیں

اور بے اختیار رونے لگے۔ امام حسینؑ اور حضرت قاسم ایک دوسرے سے بغل گیر ہو کر اس قدر روئے کہ دونوں ہی بیہوش ہو گئے۔

حضرت قاسم نے میدان میں شدید قتال فرمایا، ہاشمی شجاعت کے جوہر دکھاتے ہوئے ساٹھ اشقیاء کو واصل جہنم کیا، آپ قلب لشکر میں گھس گئے اور پرچم بردار کو نشانہ بنایا۔ یہ کیفیت دیکھ کر سرداروں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر حملہ کرنے کا ارادہ کیا، پہلے چاروں طرف سے تیر بارانی ہوتی رہی پھر زخموں سے چور ہو گئے تو قریب آ کر نیزوں سے حملہ کرنے لگے، اشقیاء نے اس یتیم کو دم بھی نہ لینے دیا۔

حضرت قاسم کی کارزار کا کچھ نقشہ حمید بن مسلم نے پیش کیا ہے؛ وہ کہتا ہے کہ میں عمر سعد کے لشکر میں تھا، میں نے دیکھا کہ قاسم بن حسن ہمارے لشکر کی طرف متوجہ ہوئے، ان کا چہرہ چودہویں کے چاند کی طرح دمک رہا تھا، دونوں ہاتھ میں شمشیر تھی، پیراہن اور ازاء پہلے ہوئے تھے، پاؤں میں جوتیاں تھیں، داہنے پاؤں کی جوتی نکلی پڑی تھی۔ شاید مجھے یاد پڑتا ہے کہ بائیں پیر کی جوتی نکلی پڑتی تھی۔ اتنے میں عمر بن سعد بن نفیل ازدی نے کہا: خدا کی قسم! میں جاتا ہوں، اسے قتل کئے بغیر واپس نہیں آؤں گا۔ میں نے اس سے کہا: سبحان اللہ! اس چاند سے نونہال کو تم خاک میں ملانا چاہتے ہو، تمہیں اس سے کیا سروکار، خدا کی قسم! اگر وہ قتل کرنے کے لئے میرے اوپر حملہ آور بھی ہو تو اس پر ہاتھ نہ اٹھاؤں، اس کو قتل کرنے سے باز آ جاؤں، یہی لوگ جو اس کا گھیراؤ کئے ہوئے ہیں، زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس بے رحم ملعون نے کہا کہ خدا کی قسم! گھوڑا دوڑائے بغیر مانوں گا نہیں۔ وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر لپکا اور اس نونہال کے سر پر اتنی ضربیں لگائیں کہ سر پارہ پارہ ہو گیا اور وہ زمین پر گر گیا۔

جب غبار کم ہوا تو میں نے دیکھا کہ امام حسینؑ لاش قاسم پر گرے ہوئے ان کے دست و پا کا بوسہ لے رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے:

یعز علی عمک ان تدعوہ فلا یجیبک فلا یعینک ''بیٹا! تمہارے چچا پر بہت شاق ہے کہ تم اسے مدد کے لئے پکارو اور وہ نہ تو جواب دے سکے اور نہ مدد کر سکے، نہ تمہاری مصیبت دفع کر سکے''۔

بعد القوم قتلوک ''اس قوم پر دھتکار جس نے تیرے جیسے چاند کو قتل کیا''۔

پھر فرمایا:

صوت واللہ کثرہ و اثرہ و اقل ناصرہ ''ہائے میری یہ آواز کہ میرے قاتل بے شمار ہیں اور مددگار انتہائی کم ہیں''۔

پھر آپ لاش قاسم کو اٹھا کر لائے اور گنج شہیداں میں رکھ دیا۔ اس منظر کو بھی حمید بن مسلم کی زبانی سنئے:

''میں نے دیکھا (یا آج بھی میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر گردش کر رہا ہے) کہ امام نے قاسم کے سینے کو اپنے سینے سے لپٹا لیا، اس حال میں کہ قاسم کے پاؤں زمین پر خط دیتے جاتے تھے''۔(۱)

۱۔ یہ مقتل ابی مخنف کا حوالہ ملا محمد صالح برغانی کی مخزن البکاء سے لیا گیا ہے؛ نیز ترجمہ مقتل ابو مخنف (اردو) ص/۸۴۔۸۵ پر بھی یہ تفصیل ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔ یہ کتاب عباس بک ایجنسی لکھنو سے شائع ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ محن الابرار ترجمہ و شرح مقتل بحار میں بھی مقتل ابو مخنف کے حوالے سے متذکرہ باتیں نقل کی گئی ہیں۔(ملاحظہ ہو: ص/۹۴۴۔۹۳۷

علامہ سلیمان بلخی قندوزی کی ینابیع المودۃ میں جس مقتل کونقل کیا گیاہے، اس میں صرف اسی قدر تفصیل ہے کہ پھر حسن مجتبی کے صاحبزادے قاسم جو جوان تھے، جنگ کے لئے نکلے اورفوج پرحملہ کیا، آپ نے مسلسل حملہ کرکے ساٹھ اشقیاء کو فی النار کیا کہ ایک شخص نے آپ کے سر پر ضرب لگائی، قاسم زمین پر گر پڑے اورآواز دی: **یا عماه ادرکنی** ۔ امام نے فوج پرحملہ کرکے متفرق کیا اور دیکھا کہ قاسم قتل ہو چکے ہیں ۔ امام بہت زیادہ روئے اوردشمنوں کے لئے بددعا کی ۔(۱)

چھٹی صدی ہجری کے بالغ نظر نکتہ رس، ادیب ودانشور علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی (متوفی ۵۸۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

’’پھر عبداللہ بن حسن کی شہادت کے بعد قاسم بن حسن میدان قتال میں آئے، وہ صرف ایک قمیص وازاء پہنے ہوئے تھے، اللہ رے شوق شہادت میں شہید لقائے الٰہی کی طلب! زرہ خود یا کسی قسم کی حفاظتی ہتھیار نہیں لیا تھا، پاؤں میں جوتیاں تھیں، ان کا چہرہ چاندکی طرح دمک رہا تھا، وہ رجز پڑھ رہے تھے:

انی انا القاسم من نسل علی　　نحن و بیت الله اولی بالنبی

من شمر بن ذی الجوشن او ابن الدعی (۲)

آپ کوعمر بن سعد ازدی نے قتل کیا، آپ گھوڑے سے زمین پر تشریف لائے تو آواز دی: اے چچا! میری مدد کیجئے ۔ امام حسینؑ لاش پر پہونچے اور اپنے کو بھتیجے پر گرا دیا،

....

۱۔ ینابیع المودۃ نقل از پژوھشی پیرامون شہدائے کربلا ص ۳۰۶

۲۔ ترجمہ رجز: میں قاسم ہوں، نسل علی سے میرا تعلق ہے؛ خدا کی قسم! شمر ذی الجوشن یا اس زنازدہ (ابن زیاد) سے زیادہ ہم رسول خداؐ سے قریب ہیں‘‘۔ (ملاحظہ ہو: مناقب آل ابی طالب ج۴ ص ۱۱۵)

شامیوں نے قاسم کے اعضاء کوٹکڑے ٹکڑے کردیا تھا۔امام حسینؑ نے قاسم کے سرہانے کھڑے ہوکرنوحہ پڑھا: بیٹا! تیرے چچاپر بہت شاق ہے کہ تونے اسے پکارااور جواب نہ دے سکااور جواب بھی دیاتو کوئی فائدہ نہ پہونچاسکا''۔(۱)

ساتویں صدی ہجری کے معتبراور بالغ نظرفقیہ رضی الدین علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن طاؤوس (متوفی ۵۸۹ھ) نے مقتل کے معیارونظر کواصیل ہدف سے وابستہ کرنے میں بڑااہم کردارادا کیا،آپ نے'' **اللھوف علی قتلی الطفوف** '' کے نام سے ایک کتاب لکھی خودان کا بیان ہے کہ:

> ''جب میں نے عمدہ زیارات پر مشتمل کتاب مصباح الزائر تالیف کی تو میرے جی میں آیا کہ واقعات شہادت حسینؑ واصحاب حسینؑ پر مشتمل چھوٹی سی ایک کتاب تالیف کردوں تاکہ روز عاشورا جب زائر روضۂ مطہرہ امام میں جائے تو حالات شہادت پڑھنے کے لئے کسی بڑے مقتل کا بوجھ نہ اٹھانا پڑے۔(۲)

ابن طاؤوس علیہ الرحمہ نے مختصر مگر بڑی جامع کتاب تالیف کی ہے،متذکرہ کتاب کے اردو میں کئی ترجمے ہوئے ہے،اس کی ستائش میں اکثر علماء نے وقیع الفاظ صرف کئے ہیں، واقعہ شہادت قاسم کے سلسلے میں مولف اور مترجم دونوں ہی نے نام نہیں لیا ہے لیکن دوسرے مقاتل کی روشنی میں جب اس واقعہ شہادت کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو جناب قاسم ہی

....

۱۔مناقب آل ابی طالب ج۴ص۵۶؛ جدیدایڈیشن میں چوتھی جلد کے صفحہ ۱۱۵پر جناب قاسم کے حالات ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔

۲۔مقدمہ کتاب اللہوف؛ نیز ملاحظہ ہو: ترجمہ اللہوف (فارسی) ص۳۲

کے نام کا یقین ہوتا ہے۔(۱)

ایک طفل صغیر جو خوبصورتی اور درخشانی میں بس چاند کا ایک ٹکڑا معلوم ہوتا تھا، خیمہ سے قتل گاہ کی طرف چلا اور میدان دغا میں پہونچ کر اس بچے نے اشقیاء کا مقابلہ کیا۔ فضیل ازدی نے اس کے ننھے سے سر پر ایک ایسی ضرب لگائی کہ کاسہ سر دو پارہ ہوگیا اور وہ بچہ فریاد کرتا ہوا منھ کے بل زمین پر گر پڑا: اے چچا جان خبر لیجئے۔ اس آواز کا سننا تھا کہ امام حسینؑ مثل شیر غضبناک کے فوج اشرار کی طرف جھپٹے اور پھر غیظ میں آکر فضیل پر تلوار کا وار کیا جس کو اس نے اپنی کلائی پر روکا لیکن ذوالفقار نے کہنی تک اس کا ہاتھ قلم کر دیا۔ ضرب کھاتے ہی وہ زور سے چلایا، اس کے ساتھی کمک کو پہونچے مگر اس رواروی میں فضیل گھوڑوں کی ٹاپوں میں آکر ہلاک ہوگیا۔

اس خونی منظر کا نظارہ کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ جب فوج کے ریلے کم ہوئے تو ہماری نظر امام حسینؑ پر پڑی۔ دیکھا کہ آپ اپنے اس کٹے ہوئے بچے کے سرہانے کھڑے ہیں اور اس کو دم توڑتے ہوئے دیکھ کر فرماتے ہیں: اے بیٹا! خدا ان جفا کاروں کو ہلاک کرے جنہوں نے تجھ کو قتل کیا، قیامت کے روز تمہارے جد امجد خدا سے تمہارے قتل کی فریاد کریں گے۔

پھر فرمایا: اے بیٹا! حسینؑ پر بہت شاق ہے کہ تم فریاد کرو اور میں تمہاری فریاد کو نہ پہونچوں اور تمہاری مدد نہ کرسکوں، اے فرزند! آج حسینؑ غربت کے عالم میں، بیکسی کی حالت میں، دشمنوں کے نرغے میں گھر گیا ہے۔ یہ کہا اور اپنے اس پارہ جگر کی نعش کو سینے

۱۔ فارسی زبان میں اللهوف کا ترجمہ کیا گیا ہے اس میں جناب قاسم کے نام کی تصریح کی گئی ہے۔(ملاحظہ ہو: ترجمہ لہوف ص ۱۵۹)

سے لگالیا اور پھر گنج شہیداں میں لا کر لٹا دیا''۔(۱)

''اس خونی منظر کا نظارہ کرنے والے'' سے مراد حمید بن مسلم ہے جسے ابومخنف کی روایت میں بیان کیا گیا چونکہ متذکرہ راوی کے وجود اور موجودگی پر سوالیہ نشان لگایا گیا ہے۔اس لئے آپ کا نام حذف کر دیا گیا تاکہ اس روایت کا سبب ضعف ختم ہوجائے۔یا ممکن ہے کہ ابن طاؤس نے اس روایت کو دوسرے مآخذ ومنابع سے حاصل کیا ہو جو ان کے نزدیک معتبر تھے۔ایک چیز اور بھی لائق توجہ ہے اور وہ یہ کہ متذکرہ راوی پر سوالیہ نشان لگانے کی دھوم آج کے ارباب تحقیق کا کارنامہ ہے،ممکن ہے کہ ابن طاؤس کے نزدیک یہ راوی معتبر ہو۔ بحث برائے بحث اور بال کی کھال نکالنے کی سعی اکثر مسلم الثبوت اجزاء کو بھی متاثر کرسکتی ہے،ہمیں ہدف شہادت سے مربوط تفصیلات کو قبول کرنے کے بارے میں شرح صدر کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

گیارہویں صدی ہجری کے عظیم دانشور ومحدث،محقق،ماہر لغات اور انشائیہ نگار علامہ فخر الدین بن محمد بن علی بن احمد طریحی نجفی نے مقتل نگاری کو جس عرق ریزی،تتبع اور اہتمام سے ترقی کی راہ پر گامزن کیا اس کا نتیجہ بعد کے مقاتل میں صاف محسوس کیا جاسکتا ہے،بعد کے علماء نے مقتل نگاری میں انہیں سے استفادہ کیا یا ان کی روش اپنائی یا پھر کم وبیش ان سے متاثر ضرور ہوئے۔علامہ طریحی نے مقتل کو شدت احساس سے مملو

۱۔تاریخ حسینی ص ۶۵ (یہ کتاب اللہوف کا ترجمہ ہے،والد علام نے اس کتاب پر تبصرہ فرمایا ہے اسی کتاب کے آخری حصہ ''پانچویں'' میں تاریخ حسینی کے عنوان کے تحت وہ تبصرہ شامل ہے) نیز مرتب کے پاس لہوف کا فارسی ترجمہ ہے جس کے ص ۱۵۸۔۱۶۱ پر حضرت قاسم کا مقتل مرقوم ہے،اس میں ایک صفحہ پر عربی متن اور دوسرے صفحہ پر اس کا فارسی ترجمہ نقل کیا گیا ہے۔

کرنے میں نمایاں کردار ادا کیا ہے اور یہی ہمارے ائمہ معصومین کا منشاء بھی تھا، غم حسین کی وہ حرارت جو قلب و دماغ کا جوہر بن کر تعمیری کردار انگیز کر سکے، حساس مقاتل ہی پڑھ کر حاصل کی جا سکتی ہے، ان کے عہد میں مقاتل کے ڈھیر لگ چکے تھے، معاصرین کی روش متقدمین کے طریقہ کار کو پھلانک چکی تھی۔ بنابریں اس عہد میں احتیاط کا مفہوم بس اس قدر تھا کہ مقصد شہادت حسین مجروح نہ ہونے پائے اور کسی لائق ذکر روضہ خواں یا دانشور نے واقعہ کا مجمل یا مفصل تذکرہ کیا ہو۔ روایت کے مشہور ہونے کا اشارہ ''نـقـل'' یا ''رُوِی'' کے لفظ سے کر دیتے تھے، اس پس منظر میں ان کا مقتل '' **المنتخب فی جمع المراثی والخطب** '' بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ واقعہ شہادت قاسم کی تفصیل میں وہ رقمطراز ہیں:

''و نقل الفيا انه كما الى امر الحسين الى القتال بكربلا و قتل جميع اصحابه و وقعت التوبة على اولاد اخيه جاء قاسم بن الحسن ...''۔

ارباب علم و دانش کے نزدیک اس لفظ '' نقل '' کو بڑی اہمیت ہے ہر صاحب نظر جانتا ہے کہ اس سے احتیاط برتنے والا ہر عالم اپنی ذمہ داریوں سے پیچھا چھڑا کر عدم احتیاط کا تمام الزام اس کے حوالے کر دیتا ہے، جس سے یہ عبارت یا مفہوم اخذ کرتا ہے لیکن اس کے تحت الشعور میں بہر حال یہ بات ہوتی ہے کہ وہ اس کے مندرجات کی تائید کرتا ہے یا کم از کم اس کی طرف رجحان پایا جاتا ہے۔

شہادت قاسم کے سلسلے میں علامہ طریحی کی تفصیل اختلافی بن گئی ہے، چونکہ انہوں نے عقد قاسم کا واقعہ بھی درج کیا ہے حالانکہ عقد قاسم کے ساتھ تعویذ کا واقعہ بھی منسلک ہے، علمی حیثیت سے دونوں کا معیار یکساں ہے۔ بعض حضرات پر تعجب ہوتا ہے کہ

وہ تعویذ کا واقعہ صحیح کہتے ہیں اور عقد پر انگلی اٹھاتے ہیں۔(۱)

بہر حال علامہ طریحی کی تفصیل یوں ہے:

''جب تمام اصحاب قتل ہو چکے اور بھتیجوں کی باری آئی تو قاسم بن حسن حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی: چچا جان! اجازت مرحمت فرمایئے کہ ان کفار سے جنگ کرنے جاؤں۔امام حسینؑ نے ان سے فرمایا: بھتیجے! تم میرے بھائی کی نشانی ہو، میں چاہتا ہوں کہ تم زندہ رہو کہ تمہیں دیکھ کر مجھے تسلی رہے۔امام کسی طرح بھی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حضرت قاسم المناک حالت میں سر جھکا کر بیٹھ رہے، انہیں یاد آیا کہ بابا نے میرے داہنے بازو پر تعویذ باندھی تھی اور فرمایا تھا کہ جب تمہیں کوئی غم در پیش ہو تو اس تعویذ سے اس مصیبت کو حل کرنا، اس کو پڑھ کر مفہوم سمجھنا اور جو کچھ لکھا ہو عمل کرنا۔اس تعویذ کے بارے میں قاسم نے دل میں سوچا: مجھے برسوں گزرے آج کے جیسا غم کبھی نہیں ہوا۔آپ نے تعویذ کھولا اور پڑھا تو اس میں لکھا تھا:

> ''اے بیٹے قاسم! میری تم سے وصیت ہے کہ جب تم اپنے چچا حسین کو دیکھنا کہ کربلا میں ان پر اشقیاء کا نرغہ ہے تو دشمنان خدا و رسول کے خلاف جنگ و جہاد سے جی نہ چرانا اور اپنی جان عزیز نہ کرنا، تمہیں جس قدر بھی جنگ سے روکا جائے اسی قدر اذن جہاد حاصل کرنے میں سعی کرنا تا کہ سعادت ابدی حاصل کرسکو''۔

حضرت قاسم یہ دیکھ کر فوراً اٹھے اور خدمت امام میں آئے اور تعویذ کو پیش کیا، امام

۱۔محن الابرار ترجمہ وشرح مقتل بحار میں عقد جناب قاسم پر ایک تحقیق کی گئی ہے، جس کا مطالعہ فائدہ سے خالی نہیں ہے۔(ملاحظہ ہو: محن الابرار ص/۹۲۸۔۹۳۳)

حسینؑ نے تعویذ کی عبارت پڑھی تو بہت زیادہ گریہ فرمایا اور بلند آواز سے فریاد کرنے لگے، آپ کی ہچکی بندھ گئی ۔ پھر فرمایا: بھتیجے! یہ وصیت تمہارے لئے جب کی تھی ان کی ایک وصیت میرے لئے بھی ہے، میں بہر حال اسے پورا کروں گا۔ پھر امام نے قاسم کا ہاتھ پکڑا اور خیمہ میں داخل ہوئے، عباس اور عون کو بلایا پھر مادر قاسم سے فرمایا: کیا قاسم کا کوئی نیا لباس نہیں ہے؟ مادر قاسم نے فرمایا: ذرا صندوق لاؤ، صدوق لایا گیا، آپ نے اسے اپنے سامنے رکھا، پھر کھول کر امام حسنؑ کی قبا نکالی اور قاسم کو پہنا دی اس کے بعد امام حسنؑ کا عمامہ قاسم کے سر پر باندھا اور اپنی بیٹی جو قاسم سے منسوب تھی، اس کا عقد قاسم سے پڑھ دیا اور ایک خیمہ میں لے جا کر اپنی بیٹی کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر وہاں سے باہر آ گئے۔ قاسم نے چچا کی بیٹی پر نظر کی جو رو رہی تھیں۔ اتنے میں دشمنوں کی مبارز طلبی کانوں سے ٹکرائی جو کہہ رہے تھے: کوئی ہے جنگ کرنے والا۔ قاسم نے اپنی زوجہ کا ہاتھ چھوڑا اور خیمے سے نکلنا چاہا۔ زوجہ نے دامن تھام لیا اور میدان میں جانے سے روکا، وہ کہہ رہی تھیں: کیا خیال ہے؟ فرمایا: دشمنوں سے جنگ کرنا چاہتا ہوں، وہ مبارز طلب کر رہے ہیں، میں ان سے جنگ کروں گا۔ زوجہ ان سے لپٹ گئیں تو قاسم نے فرمایا: میرا راستہ چھوڑو، اب ہمارا تمہارا شادی کا مرحلہ آخرت پر ملتوی ہوا۔ وہ رونے لگیں، آنسو بہہ کے رخساروں پر ڈھلک رہے تھے، فرما رہی تھیں: اے قاسم! آپ فرماتے ہیں کہ ہمارا معاملہ آخرت پر ملتوی ہے، وہاں کس چیز سے آپ کو پہچانوں گی؟ کہاں آپ کو ڈھونڈھوں گی۔ یہ سن کر قاسم نے دولہن کا ہاتھ پکڑ کر اپنی قبا کے دامن پر رکھا اور پھاڑ کر کہا: اے چچا کی بیٹی! اس ٹکڑے سے مجھ کو پہچاننا۔ یہ منظر دیکھ کر تمام اہل بیت رونے لگے، شدید گریہ اور فریاد کی آوازیں بلند ہوئیں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب امام حسینؑ نے قاسم کو میدان میں جاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: بیٹا! کیا اپنے پیروں موت کی طرف جا رہے ہو؟ قاسم نے عرض کی: چچا جان! کیسے نہ جاؤں جب کہ آپ دشمنوں کے درمیان یکہ وتنہا ہیں، کوئی آپ کا حامی و مددگار نہیں، نہ آپ کا دوست ہے، میری جان آپ پر قربان، میری روح آپ پر صدقے۔ پھر امام حسینؑ نے قاسم کا گریبان چاک کیا اور عمامے کو دو حصوں میں پھاڑ کر چہرے پر ڈالا اور ان کے لباس کو بصورت کفن پہنایا اور ایک نیمچہ حمائل کر کے میدان میں روانہ کیا۔

جب قاسم عمر سعد کے سامنے پہونچے تو فرمایا: عمر سعد! تجھے خوف خدا نہیں، ذرا بھی خدا کا پاس ولحاظ نہیں، اے عقل کے اندھے! تجھے ذرا بھی رسول خداؐ کی رعایت کا خیال نہیں۔ عمر سعد نے کہا: یہ نخوت کیسی، تم یزید کی بیعت کیوں نہیں کرتے۔ قاسم نے فرمایا: خدا تیرا بھلا نہ کرے تو اسلام کا دعویدار ہے اور آل رسولؐ پیاسے مر رہے ہیں، ان پر دنیا اندھیر ہے۔

تھوڑی دیر تک مبارز طلب کیا جب کوئی نہ آیا تو خیمے میں واپس آئے، آپ نے عروس کے رونے کی آواز سنی۔ فرمایا: لو میں آ گیا۔ عروس نے کھڑے ہو کر کہا: خوش آمدید، اس خدا کا شکر جس نے آپ کو موت سے پہلے دکھا دیا۔ قاسم بیٹھ گئے اور سمجھایا: کیا میں تمہارے پاس بیٹھوں جب کہ یہ کفار مبارز طلب کر رہے ہیں۔ پھر آپ سوار ہو کر میدان میں آئے اور اپنا مقابل طلب کیا۔ آپ کی للکار پر ایک بہادر سامنے آیا جو ایک ہزار سواروں کے برابر تھا۔ قاسم نے اسے قتل کر دیا اس کے چار بیٹے تھے، انہیں بھی قتل کیا۔ آپ لڑتے لڑتے کافی کمزور ہو گئے تھے، آپ نے خیمہ میں واپسی کا ارادہ کیا، اتنے میں ازرق شامی سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس نے راستہ روکا، قاسم نے اس کے سر پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ بھی ڈھیر ہو گیا۔

قاسم اس کے بعد امام حسینؑ کی خدمت میں آئے اور عرض کی: چچا جان! پیاس مارے ڈالتی ہے، ایک گھونٹ پانی سے مدد فرمایئے۔ امام نے صبر کی تلقین کی اور انگوٹھی عطا کر کے فرمایا: اسے چوستے رہو۔ قاسم کا بیان ہے کہ اسے منہ میں رکھ کر ایسا محسوس ہوا جیسے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

آپ میدان میں تشریف لائے اور پرچم بردار کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ تمام طرف سے فوجوں نے آپ کو گھیر لیا اور نیزوں سے حملہ آور ہوئے۔ اب حضرت قاسم زمین پر گر گئے، اتنے میں شیبہ بن اسد شامی نے آپ کی پشت پر نیزہ لگایا جو سینہ توڑ کر نکل گیا اور قاسم زمین پر تڑپنے لگے، آواز دی: **یا عماہ ادرکنی** ''چچا جان! میری مدد کیجئے''۔

امام حسینؑ تشریف لائے اور قاتل پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور قاسم کو اٹھا کر خیمے میں لا کے لٹا دیا۔ قاسم نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ امام حسینؑ روتے ہوئے فریاد کر رہے ہیں: ہائے میرے لعل! خدا تیرے قاتل پر لعنت کرے، تیرے چچا پر بہت شاق ہے کہ تو نے مدد کے لئے پکارا اور تو قتل ہو گیا، میرے بیٹے! تجھے ان کفار نے قتل کر دیا گویا وہ تجھے پہچانتے ہی نہ تھے، نہ تیرے جد رسول خداؐ کو پہچانتے تھے۔ امام کے ساتھ قاسم کی چچیری بہن ''عروس'' بھی نوحہ کناں تھیں اور تمام اہل حرم منہ پر طمانچے مار رہے تھے، گریبان پھاڑ رہے تھے، اس عظیم مصیبت پر واویلا کی فریادیں بلند تھیں''۔(۱)

علامہ سید ہاشم بحرانی نے مدینۃ المعاجز میں منتخب طریحی کی تمام روایت کو نقل کیا ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ جب پرچم دار کو قتل کرنے کیلئے حضرت قاسم بڑھے تو اشقیاء نے

....

۱۔ بروایت طریحی واقعہ شہادت قاسم کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: منتخب طریحی ص۳۶۴۔۳۶۷

گھیر لیا اور قتل کر دیا۔علامہ بحرانی نے اسعد کے متذکرہ نیزہ مارنے کو بیان نہیں کیا ہے۔

علامہ مہدی نراقی نے بھی علامہ طریحی کی روایت سے کچھ اضافوں کے ساتھ استفادہ کیا ہے:

''رخصت کے وقت امام حسین نے قاسم کو لپٹا کر اس قدر گریہ کیا کہ امام حسین اور قاسم دونوں روتے روتے بیہوش ہو گئے''۔(۱)

پھر لکھتے ہیں کہ:

حضرت قاسم نے رجز پڑھ کر دشمنوں پر حملہ کیا اور ۳۵/افراد کو واصل جہنم کیا اور کھڑے ہو کر عمر سعد سے خطاب فرمایا: اے بے حیا، اے بے شرم، اے بے آبرو! تو قیامت کے دن رسول خداؐ کو کیا جواب دے گا، آل رسولؐ کے ساتھ یہ ظلم وستم کر کے تو اپنا حساب کیسے چکائے گا، تو نے پاکیزہ کردار مسلمان کو قتل کیا، خاصان خدا اور عابدان شب زندہ دار مشاہیر کو تہہ تیغ کیا، اب تو چند بھائیوں، بیٹوں اور اہل حرم کے سوا کوئی باقی نہیں بچا، کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ حسین کا راستہ چھوڑ دے کہ ان چند بزرگواروں کو لے کر مدینہ یا کہیں اور تشریف لے جائیں۔عمر سعد! تو اس وقت اپنے گھوڑوں کو پانی پلا رہا ہے اور جسے رسول خداؐ ''**جعلت فداک**'' فرمائیں، انہیں پیاسہ مار رہا ہے۔

عمر سعد آپ کی تقریر سن کر بے اختیار رونے لگا، اس نے سر جھکا لیا اور کوئی جواب نہ بن پڑا اور ارزق کو تیار کر کے قاسم سے جنگ کے لئے بھیجنے لگا۔ارزق نے بچے سے جنگ کرنے میں سبکی محسوس کی اور باری باری اپنے چاروں بیٹوں کو بھیجا، جنہیں قاسم نے قتل

علامہ مہدی نراقی کے علاوہ وقت رخصت قاسم، امام کی بیہوشی کے واقعہ کو دوسرے لوگوں نے بھی قلم بند کیا ہے؛ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: اسی کتاب کا ص/۲۸۸

کردیا۔ یہ دیکھ کر خود ارزق مقابلے کے لئے آیا اور تھوڑی دیر کی نیزہ بازی کے بعد ارزق نے حضرت قاسم کا گھوڑا زخمی کردیا۔ یہ دیکھ کر امام حسینؑ نے اپنے ایک صحابی کے ہاتھوں دوسرا گھوڑا بھیجوایا، قاسم اس پر سوار ہوئے اور ارزق کو واصل جہنم کردیا۔

دوبارہ خدمت امام میں آ کر پیاس کا شکوہ فرمایا، امام نے فرمایا: جلدی آب کوثر سے سیراب ہوگے، ذرا اپنی غم دیدہ مادر سے ملاقات کرلو۔ قاسم خدمت مادر میں پہونچے تو دولہن کے رونے کی آواز سنی، ماں کے نالے بھی کلیجہ برمارہے تھے، قاسم نے مادر وعروس کو صبر کی تلقین کی اور میدان میں آئے، اشقیاء نے ہر چہار طرف سے نرغہ کرلیا۔

یہاں مقتل ابی مخنف کی روایتِ حمید کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

''نقل کردہ اند کہ بیست و ھفت زخم خوردہ بدو خون بسیاری از وی رفتہ ''منقول ہے کہ ۲۷ رزخم کھائے تھے اور بہت زیادہ خون بہہ گیا تھا''۔

گھوڑا بھی تیروں سے چھلنی تھا اس لئے جنگ کی طاقت نہیں رہ گئی تھی، آواز دی: چچا جان! مدد فرمایئے۔ ناگاہ امام حسینؑ مانند عقاب صفوں کو توڑتے ہوئے آئے اور قاتل قاسم پر حملہ کیا۔ شامیوں نے چاہا کہ قاتل کو بچالے جائیں، اس شدید جنگ میں حضرت قاسم پامال سم اسپاں ہوگئے اور قاتل بھی قتل ہوگیا۔

امام حسینؑ لاش قاسم پر آئے تو ابھی رمق جان باقی تھی، آپ نے امام کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی''۔(۱)

علامہ محمد تقی قزوینی نے مجالس المتقین میں اس کی کچھ تفصیل یوں تحریر فرمائی ہے:

۱۔ ملاحظہ ہو: محرق القلوب، علامہ مہدی نراقی ص ۱۲۶؍۔۱۳۰

فوجوں نے آپ پر ہجوم کرلیا اور نیزہ بازی کرنے لگے، شیبہ بن سعد شامی نے آپ کی پشت پر نیزہ مارا جو سینہ توڑ کر نکل گیا۔ یحییٰ بن وہب نے پہلو پر نیزہ مارا، کچھ دشمنوں نے خنجر سے حملہ کیا۔ سعید بن عمر عتبہ نے خنجر سے آپ کا شکم مبارک پارہ کیا، کچھ بزدل دور سے آپ پر سنگ باری کررہے تھے۔ ایسے میں طاقت حرب جواب دے گئی اور چچا کو آواز دی۔(۱)

مطبوعہ الجواد بنارس
محرم نمبر ۱۴۱۵ھ مطابق جون جولائی ۱۹۹۴ء

....

۱۔ زیر نظر مقالے میں زیادہ تحقیقی کام کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے اس لئے کہ والد علام نے متعدد مقاتل سے جناب قاسم کی شہادت کے واقعات کو قلم بند کیا ہے، ناچیز نے صرف انہیں مقاتل کے حوالے تحریر کئے ہیں۔ انشاءاللہ ''شعور مصائب'' سے مربوط فصل کے ذیل پر جناب قاسم کے مصائب کو متعدد منابع و مآخذ سے قلم بند کرنے کے بعد ان پر تحقیقی کام کیا جائے گا۔